السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

نے ایک آدمی کا نکاح کیا تھا ملاحظہ ایک مولوی صاحب نے ایک آدمی کا نکاح اس کی ربیبہ کے ساتھ کردیا ہے ان کہنا ہے کہ صرف وہ ربیبہ حرام ہے جو بروقت نکاح دودھ پی رہی ہو باقی سب ربیبہ جائز ہے جیسے کہ حضرت علی ہو حاشیہ جامع البیان آیت وربا ئبکم اللاتی کیا یہ نکاح جائز ہے؟ نیز مندرجہ ذیل امور کی وضاحت ضرورت ہے :

(1) ترمذی شریف کی حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ جدہ کا "باب فیمن یتزوج المراۃ ثم یطلقھا قبل ان یدخل بہ" کیا درجہ؟ مولانا عبدالرحمن صاحب مرحوم نے تحفۃ الاحوذی (2184) میں اس کو مطابق آیت لکھا ہے۔

(2) حضرت علی کا مسلک کیا حکم رکھتا ہے؟

(3) جس وقت آپ ﷺ نے ام سلمہ سے نکاح کیا تھا اس وقت بنت ام سلمہ کی عمر کیا تھی؟

(4) کیا حضرت علی کو کسی نے روکا تھا؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اپنی ربیبہ سے نکاح ناجائز ہے جس کی ماں سے نکاح کرکے صحبت کرچکا ہو خواہ وہ ربیبہ اس کی حجر (پرورش وتربیت) میں ہو یا نہ ہو۔ اور خواہ بروقت نکاح دودھ پی رہی ہو یا نہ ہو۔ یہی مذہب ہے تمام صحابہ وتابعین وسلف کا بجز حضرت عمر علی وداود ظاہری وابن حزم کے۔ قال ابن المنذر: قد اجمع علماء الامصار علی خلاف ہذا القول (ای قول داود وابن حزم) المغنی 512/9) وقال ابن العربی فی احکام القرآن 287/1 وہی محرمۃ بالاجماع کانت فی حجر الرجل اوفی حجر حاضنتھا غیر أمھا انتہی۔

اور یہ قول کہ صرف وہ ربیبہ حرام ہے جو بروقت نکاح دودھ پی رہی ہو سب ربیبہ جائز ہیں غلط اور باطل ہے۔ ظاہریہ میں سے بھی کوئی اس کا قائل نہیں ہے اور نہ ہی یہ حضرت عمرو علی کا مذہب ہے۔ پہلے ربیبہ اور حجر میں ہونے کا معنی پڑھئے ربا ئبکم واحدتھا ربیۃ فعلیہ بمعنی مفعولۃ من قولک ربھا یربھا اذا تولی امرھا (احکام القرآن لابن العربی 387/1) وقال الحافظ: مشتقۃ من الرب وہو الاصلاح لانہ یقوم بامرھا وقیل من التربیۃ وہو غلط من جہۃ الاشتقاق (فتح 144/9)

وسمی ولد المرأۃ من غیر زوجھا ربیبا وربیبۃ لانہ یربھا کما یرب ولدہ فی غالب الامر ثم اتسع فیہ فسمیا بذلک وإن یربھا (کشاف 359/9) وقال ابن حزم فی المحلی 531/9: وبعد النکاح تکون ربیبۃ

ان تصریحات سے معلوم ہوا کہ ربیبہ بیوی کی بیٹی کو کہتے ہیں جو پہلے شوہر سے ہو خواہ یہ زوج ثانی اس کی کفالت کررہا ہو یا نہ۔ لیکن چوں کہ بالعموم اور اکثر سوتیلا باپ اس کا کفیل ہوتا ہے اس لیے اس پر ربیبہ کا اطلاق کردیا گیا ہے۔ غرض یہ کہ اس کے حقیقی معنی کا لحاظ اعتبار نہیں ہے: والحجور جمع حجر بفتح الحاء وکسرہا مقدم الثوب، والمراد لازم الکون فی الحجور وہو الکون فی تربیتھم، والمراد أنہن فی حضانۃ أمھاتھن تحت حمایۃ أزواجھن کما ہو الغالب، وقیل المراد بالحجور البیوت أي في بیوتکم، (فتح البیان ½) وقال ابن حزم فی المحلی 527/9: وَکَوْنُھَا فِي حِجْرِهِ يَنْقَسِمُ قِسْمَيْنِ- : أَحَدُهُمَا: سُكْنَاهَا مَعَهُ فِي مَنْزِلِهِ، وَكَوْنُهُ كَافِلًا لَهَا.

وَالثَّانِي:

نَظَرُهُ إلَى أُمُورِهَا نَحْوَ الْوِلَايَةِ لَا بِمَعْنَى الْوَكَالَةِ، فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْ هَذَيْنِ الْوَجْهَيْنِ يَقَعُ بِهِ عَلَيْهَا كَوْنُهَا فِي حِجْرِهِ انتہی

معلوم ہوا کہ ظاہریہ کے نزدیک وہ ربیبہ حرام ہوگی جو شوہر کی کفالت وپرورش میں ہو خواہ اس کے گھر میں ہو یا نہ ہوں اور خواہ بروقت نکاح دودھ پی رہی ہو یا نہ۔ ظاہریہ آیت قرآنی سے یوں استدلال کرتے ہیں: حرم اللہ الربیبۃ بشرطین أحدہما أ، تکون فی حجر الزوج الثانی الدخول بالام فاذا فقد أحد الشرطین لم یوجد التحریم کذا ذکرہ ابوحیان فی البحر المحیط 211/1 والحافظ فی الفتح 144/9 وابن حزم الظاہری فی المحلی 527/9 جمہور کہتے ہیں کہ: حجر کی قید علی سبیل الشرطیہ نہیں ہے بلکہ بربناء غالب ہے کما فی المغنی والفتح والمحلی وارشاد الفحول وغیر ذلک من کتب التفسیر وشروح الحدیث والفقہ واصولہ پس اس کا مفہوم مخالف معتبر نہیں ہوگا۔

جمہور ظاہریہ کے استدلال کو اس طرح رد کرتے ہیں: ہذا القید خرج مخرج الغالب والعادۃ لا کالقید الاتی من قولہ: اللاتی دخلتم بھن فانہ بھن فإنہ یرادبہ التقلید ولہذا اکتفی فی موضع الاحلال بنفی الدخول ولو کان القید الاول کالقید الثانی شرط کا مقتضی السیاق أن یقول: فان لم تکونوا دخلتم بھن ولم تکن فی حجورکم ولم یعترض للحجر علم أ، الشرط لیس الا الدخول فائدۃ الوصف بہذا التقیید العادی ہی تقویۃ علۃ الحکم الابیان علۃ الحکم نظیر ذلک قولہ تعالی: اضعافا مضاعفۃ کما أنھا النکتۃ فی إیرادہن باسم الربائب دون بنات النساء صرح فی قولہ فان: لم تکونوا لخ بھا أشعر بہ ماقبلہ لدفع توہم أن قید الدخول کقید الکون فی الحجور (ہدایۃ روح المعانی وشرح البخاری للقسطلانی) جمہور کی یہ توجیہ اور جواب صحیح اور اٹل ہے جس کو رد نہیں کیا جاسکتا پس جمہور ہی کا مذہب صحیح ہے۔

ترمذی کی یہ حدیث جمہور کی مؤید ہے۔ لفظ ابنتہ کے اطلاق کی وجہ سے لیکن وہ بالاتفاق ضعیف ہے لضعف ابن لہیعہ والمثنی بن الصباح حضرت شیخ نے تحفہ الاحوذی میں حدیث کی مذکورہ کی آیت کے موافق اس حیثیت (1)
سے لکھا ہے کہ دونوں میں ربیبہ کی حرمت کے لئے بیوی کا مدخولہ ہونا شرط بتایا گیا ہے اور خوشدامن کی حرمت کے لئے بیوی کا مدخولہ ہونا شرط نہیں قرار دیا گیا بلکہ حدیث میں عدم شرطیت دخول کی تصریح کر دی گئی ہے۔

کا مسلک حجت نہیں جبکہ قرآن سے اس کی تائید نہیں ہوتی بلکہ غور کیا جائے تو اس کی تردید ہوتی ہے جیساکہ گذرچکا اور جبکہ حدیث عمر بن شعیب عن ابیہ عن جدہ اس کے خلاف ہے اور سارے صحابہ حضرت عمر و علی (2)
وتابعین وسلف ان کے خلاف ہیں محلی میں جابر عبداللہ عمران بن حصین کا قول جمہور صراحۃ موجود ہے۔

: سے نکاح کرنے کے وقت بن ام سلمہ کی عمر کیا تھی؟ یہ معلوم نہ ہوسکا ہاں وہ آپ ﷺ ہی کی پرورش اور کفالت میں رہیں جیساکہ بخاری وغیرہ میں ہے حضرت ام سلمہ (3)

(ولولم تکن ربیبتی ماحلت لی البتہ زینب بن ام سلمہ بروقت نکاح شیر خوار تھیں۔ آپ ﷺ نے نوفل اشجعی کے حوالہ کر دیا تھا۔ (فتح 159/9

بھی ان کے وافق تھے (محلی 520/9)۔ حضرت علی کو روکے جانے کی ضرورت نہیں تھی۔ کہ وہ مجتہد تھے مفسر قرآن تھے اور ان کو کون روکتا جبکہ حضرت عمر (4)

صحابہ غیر منصوص وغیر مصرح مسائل میں اختلاف کے وقت ایک دوسرے کے خلاف آج کل مولویوں کی روش نہیں اختیا کرتے تھے بالخصوص جبکہ اختلاف کرنے والا مطاع ہوتا تھا۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2۔ کتاب النکاح

صفحہ نمبر 218

محدث فتویٰ